جناب فاطمہ صغریٰ بنت امام حسین سلام اللہ علیہا کی مدینہ میں موجودگی

تحریر : سید مدثر نقوی ، نظرثانی : مولانا اکبر قریشی ، برادر عزیز عاقب عباس

تاریخ کی کم ظریفی یہ ہے مورخ نے اپنے ذوق کو استعمال کیا اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ بیشمار عظیم کردار اور زندگیاں نہ قابل تذکرہ قرار پائی ہیں اور بیشمار واقعات تاریخ کے قبرستانوں میں دفن ہوچکے ہیں، تاریخ نویسی اور سیرت نگاری ایک ایسے المیہ کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ خود اس تاریخ نویسی کی بھی اپنی ایک تاریخ ہے ، اس وقت ایک موضوع بہت اہمیت کا حامل ہے کہ جتنی تاریخ بھی لکھی گئی ہے ، اور بعد کے لوگوں نے ان مورخین سے استفادہ کیا ہے ، ہر تاریخ کچھ نہ کچھ حد تک ذوق کا شکار ہو گئی ہے . اگر صرف تاریخ کے ان حقائق پر قلم اٹھایا جائے تو اس کے لئے پورا دفتر درکار ہے ، ہم اپنی بات کو مزید مختصر کرنے کے لئے مقتل جناب امام حسین علیہ السلام کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراتے ہیں .. مقتل امام حسین علیہ السلام بھی مختلف روایات کے اختلافات کی وجہ سے تھوڑے بہت فرق کے ساتھ نقل در نقل ہم تک پہنچا ہے ، حتہ کہ مقتل امام حسین علیہ السلام پر لکھی جانے والی ابتدائی کتب بھی تاریخ کے مظالم کا شکار نظر آتی ہیں سرسری اختلافات کی طرف توجہ کریں تو کچھ اختلافی مسائل مقتل امام حسین علیہ السلام کے زبان زد خاص و عام ہیں مثال کے طور پر مولا امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کی تعداد میں تضاد ، لشکر یزید کی تعداد کا تعیین یا جناب مسلم ع کے فرزندان کی شہادت کی روایات کا اختلاف ... اور سب سے اہم اولاد حضرت امام حسین علیہ السلام کی تعداد کا اختلاف

ہمارا موضوع در اصل جناب فاطمہ صغریٰ سلام اللہ علیہا کا مدینہ میں موجودگی کے متعلق ہے ، اب یہاں سب سے پہلا سوال وہی اولاد جناب مولا امام حسین علیہ السلام کی تعداد کے متعلق ہے جو کہ اختلاف کا شکار ہے ،

پہلے کہ مختصر اس مسلے کی وضاحت کریں ، مولانا ڈھکو صاحب کے الفاظ نقل کرتے ہیں کہ وہ اس مذکورہ روایت سے اختلاف کا کس شدت سے اظہار کرتے ہیں

سعادت الدارین فی مقتل امام حسین علیہ السلام صفحہ ۱۹۸ : ""مشھور ہے کہ جناب سید الشہداء ع نے مدینہ سے روانگی کے وقت اپنی ایک صاحب زادی کو بوجہ علالت ام المومنین جناب ام سلمیٰ رض کے پاس مدینہ میں چھوڑ دیا تھا اس واقعہ کو نظما و نثرا بڑے شد و مد اور رقت خیز پیرایہ میں بیان کیا جاتا ہے ، اور اردو کی قریباً تمام کتب مقاتل اور عربی و فارسی کے بعد مجموعوں میں بڑے طمطراق کے ساتھ اس واقعہ کا ذکر ملتا ہے اگر اس واقعہ کو تحقیق کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو یہ واقعہ بلکل غلط اور بے بنیاد ہے""

<u>مسلہ اول اور اس کا جواب</u>

مذکورہ بالا کتاب میں مولانا محمد حسین المعروف ڈھکو صاحب صفحہ ۱۹۹ پر تحریر کرتے ہیں سرکار سید الشہداء کی صرف ۲ ہی بیٹیاں تھی

جواب : تحقیق میں کسی کی راے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہوتا ، محقق کی کوشش تمام براہین کو سامنے رکھ کر ناقابل تردید دلائل کو اپنانا ہی بہترین طریقہ شمار ہوتا ہے نہ کہ اپنی پسند کی روایات کو اپناتے ہوے بقیہ کو ترک کرنا ، ہم اپنا محور تنقید و تحقیق مولانا ڈھکو صاحب کی کتاب سعادت الدارین کے ارد گرد ہی رکھیں گے...

جناب ۲ ہی دختران کے قائل ہیں ، علامہ صاحب کی پیشہ وارانہ مجبوری سمجھیں یا کچھ اور جناب محترم کسی ایک رائج عقیدہ ، عمل یا نظریہ کی کبھی بھی مطابقت میں نہیں بولے ہمیشہ منفرد انداز سے بیان کرنا ہی بہتر سمجھتے ہیں ، یہاں جناب کا حق تھا کہ بات سرسری کرنے کی بجاے کھول کا

بیان کی جاتی یا کم از کم اس روایت کو اپنانے کی کوئی ایک وجہ بیان کر دی جاتی .. جناب نے ناسخ التواریخ سے یہ کہہ کر متفق نظر اے کہ یہ ان کی تحقیق انیق ہے ... ٤ بیٹوں اور ٢ بیٹیوں کا قول

آیں ہم بھی کچھ اس متعلق عرض کرتے ہیں کہ

4 دختران کا قول

1) ابن أبي الفتح الإربلي : کشف الغمہ جلد ٢ الصفحہ ٢٤٨ پر قال كمال الدين كان له من الأولاد ذكور وأناث عشرة ستة ذكور وأربع أناث ... کمال الدین کہتے ہیں آپ علیہ السلام کی اولاد میں ٦بیٹے اور ٤ بیٹیاں تھیں

2) علامہ مجلسی علیہ الرحمہ : کشف الغمہ کے ہی حوالے سے لکھتے ہیں "كشف الغمة : "قال كمال الدين بن طلحة : كان له من الأولاد ذكور وإناث عشرة : ستة ذكور، وأربع إناث " کہ اولاد ٦ لڑکے اور ٤ خواتین (بحار الأنوار - العلامة المجلسي - ج 45- الصفحہ- ٣٣١)

3) محقق مقدس اردبیلی رح : و بعضـی سه دختر گفته انـد:زینب و سـکینه و فاطمه و این قول اصـح است که زینب نام دو دختر بود صغري و کبري

بعض نے ٣ بیٹیاں کہا ہے اوریہی قول صحیح ہے زینب نام کی ٢ دختر تھیں تو مولا امام حسین علیہ السلام کے ٦ بیٹے اور ٤ بیٹیاں شمار ہوئی (حدیقة الشیعه، الصفحہ ٢٢٦ طبع اصفہان تصحیح آیت الله حسن زاده عاملی)

4) آقامحمد باقر دهشتی بهبانی : الدمہ الساکبہ وہ کتاب ہے کہ جس سے مولانا محمد حسین ڈھکو نے ٦١ حوالے نقل کیے ہیں ، محمد باقر دهشتی نے متعدد روایات نقل کر کے کسی روایت کو ترجیح نہیں دی ہے ٤ بیٹیوں کا قول بھی موجود ہے

5) شیخ علی ربانی خلخانی : ٦ بیٹے اور ٤ بیٹوں کا قول صحیح ہے (چہرہ درخشاں صفحہ ٥٣)

3 دختران کا قول

6) سید محسن الامین : اعیان الشیعہ جلد ١ الصفحہ ٥٧٩ پر لکھتے ہیں" أولاده له من الأولاد ستة ذكور وثلاث بنات " کہ اولاد امام ٦ لڑکےاور ٣ بیٹیاں شامل ہیں

7) علامہ سبط ابن جوزی نے تعداد اولاد ٧ لکھی ہے ، ٤ بیٹے اور ٣ بیٹیاں (تذکرہ الخواص مترجم صفحہ ٣٠٦)

8) ملا محمد طریحی : المنتخب الطریح میں ٤٤ اشعار کی صورت مرثیہ درج ہے جو کہ ٣ دختران امام حسین علیہ السلام کا ذکر ہے (ناسخ التواریخ بحوالہ پیام زینب صفحہ ١٥ . شمارہ شعبان ٢٠٠٥)

9) علامہ زیشان حیدر جوادی : اگر جناب فاطمہ و سکینہ ۲ ہی دختران تھیں تو پھر رقیہ بنت الحسین علیہ السلام کون ہیں جن کا روضہ شام میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے (نقپوش عصمت ، صفحہ ٢٦٥

2 دختران کا قول

10) شیخ المفید علیہ الرحمہ : مطابق مولا امام حسین علیہ السلام کی اولاد کی تعداد ٦ تھی وكان للحسين عليه السلام ستة أولاد ... ٤بیٹے اور ۲ بیٹیاں (الإرشاد - الشيخ المفيد - ج 2 -الصفحہ ١٣٥)

11) محمد حسین النجفی المعروف ڈھکو : سرکار سید الشہداء کی صرف ۲ ہی بیٹیاں تھی

12) مولانا محمد رضا بن محمد مومن : امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں ٤ (بیٹے اور ۲ بیٹیاں ہیں (جنات الخلود صفحہ ۲۳ طبع تبریز

نتیجہ : علامہ اسیر جاڑوی فرماتے ہیں کہ میری تحقیق کے مطابق آپ کے ۸ بچے تھے علی اکبر جناب امام سجاد علیہ السلام ماں جناب شہر بانو سلام اللہ ، علی الاوسط المعروف علی اکبر شہید کربلا ماں جناب ام لیلیٰ ، علی الاصغر شہید کربلا ماں ام رباب ، عبد اللہ رضی ماں ام اسحاق بنت عبد اللہ ابن طلحہ ، فاطمہ کبریٰ ماں قضاعیہ ، فاطمہ وسطیٰ ماں جناب شہر بانو

فاطمہ صغریٰ ماں ام اسحاق ، سکینہ ماں ام رباب سلام اللہ دیکھیں ترجمہ کتاب معالی السبطین جلد ۱ الصفحہ ٤٠٩

علامہ اسیر جاڑوی صاحب نے تحقیق کا محور تاریخی شواہد کو مد نظر رکھ کر بیان کیا ہے ، جو اسماء بیٹوں اور بیٹیوں کے میسر تھے انہی کے مطابق یہی درست لگتا ہے ، صاحب کشف الغمہ کا ٦ بیٹے اور ٤ بیٹیوں کا قول بھی موجود اور بیٹوں کے نام کی نشان دیہی محدث شیخ عبّاس قمی نے کی ہے کہ مولا امام زین العابدین ع اور جناب علی اکبر ع کے علاوہ علی اصغر ع ، محمد ، عبد اللہ ، اور جعفر ہیں (نفس المہموم مترجم صفحہ ٧٠٠) مگر اس قول سے صرف نظر اس لئے کیا گیا کہ مذکورہ بیٹوں محمد ، جعفر اور عبد اللہ کے حالات میسر نہیں ہیں جیسا کہ یہ بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ عبد اللہ اور جناب علی اصغر ع ایک ہستی ہیں اگر کوئی اعتراض کرتا ہے کہ جناب سکینہ سلام اللہ علیہا کے متعلق روایات میں اور اسماء بھی دختران کے موجود ہیں تو وہ ہمارا آرٹیکل "عقد جناب شہزادہ قاسم کی روایت پر اعتراضات کے جوابات " پڑھیں مختصر اس کی طرف اسی مذکورہ آرٹیکل سے نقل کرتے ہیں

جناب سکینہ کے بھی نام میں اختلاف ہوا کوئی آمنہ ، کوئی امینہ کوئی زینب ، کوئی زبیدہ ، کوئی رقیہ لکھتا رہا تو کوئی فاطمہ ، اس پر سیر حاصل گفتگو علامہ مہدی لکھنوی نے اپنی کتاب عبائرالانوار میں کی ہے اگر جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کے قول ٤ بیٹے اور ٢ بیٹیاں مان کر اس روایت کو جو خود جناب شیخ مفید کی بیان کردہ ہے مان لیا جائے تو جناب سکینہ سلام اللہ کی عمر مبارک سن بلوغ تک مانی جائے گی تب ہی ان کے نکاح کی بات سمجھ آے گی ، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ جناب سکینہ سلام اللہ کی آمد جناب حسن مثنیٰ کے عقد کے ایک سال بعد ہے ، اور کربلا میں جناب حسن مثنیٰ کے جو فرزند شہید ہوا تھا وہ بی بی سے ایک سال چھوٹے تھے حشہزادہ قاسم کی

مہندی، الصفحہ ۱۵۲> اس کے علاوہ جناب فاطمہ صغریٰ کے وجود سے معاذ اللہ انکار کرنا پڑے گا کہ جن کو مولا امام حسین علیہ السلام پیچھے مدینہ چھوڑ آے تھے ، اس طرح مصائب کا ایک مکمل باب ختم ہوجاے گا.

حتی کہ کچھ علماء نے جناب سکینہ سلام اللہ کے علاوہ ایک اور بیٹی کا وجود تسلیم کیا اور جناب سکینہ سلام اللہ کو واقعہ کربلا کے وقت خواتین میں شمار کیا اور ۷۰ اور ۷۷ سال کی عمر میں وفات لکھی <دیکھیں سردار کربلا -علامہ اسمعیلی یزدی -الصفحہ ۸۶۰ >، اسی بنیاد پر لکھنے والوں جناب سکینہ سلام اللہ کے بھی کئی کئی عقد لکھ ڈالے ، زبدہ العلماء سید آغا مہدی لکھنوی اپنی کتاب "سکینہ بنت امام حسین علیہ السلام کے صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں "" ایسا کیوں ہوا ؟ بنی امیہ کا شجرہ خبیثہ جڑیں پکڑ رہا تھا جس کے سائے میں معاذ اللہ حضرت سکینہ سلام اللہ کے ۲ ، ۲ ، ۳ ، ۳ عقد شہرت دئیے گیئے تھے . تو المختصر یہ اعتراض بھی بےسود ہے

اور اس کے علاوہ وہ روایت کہ جس میں قید خانہ شام میں جس صاحبزادی <امام حسین علیہ السلام >کا انتقال ہوا ، چوں کہ اس روایت میں بیبی کا نام درج نہیں ہے اس لئے احتمالات اور ذاتی رائے کی گنجائش پیدا ہوئی < سکینہ بنت امام حسین -سید مہدی لکھنوی -الصفحہ ۱۰ > ، صفحہ ۱۱ پر تحریر کرتے ہیں کہ <اصل روایت میں چوں کہ نام موجود نہیں تھا > تو نام کی تحقیق پر توجہ نہ دی ، اور جو ذاتی رائے کو قید و بند کی تقلید سے آزاد رکھنا چاہتے تھے انہوں نے اجتہاد شروع کر دیا اور زینب ، رقیہ ، زبیدہ ، فاطمہ جس کی سمجھ میں جو آیا وہ نام تجویز کیا ، سید مہدی لکھنوی علیہ الرحمہ نے اس تصنیف میں جناب سکینہ سلام اللہ کا قید خانہ شام میں انتقال ثابت کیا ، ہمارا مقصد یہاں اس بات کو کرنا یہ ہے کہ جب جناب سکینہ سلام اللہ کی شخصیت پر علماء کا اتفاق نہیں تو اور بیٹیوں کی بات تو در کنار ہے ،مزید تفصیل کے لئے مذکورہ کتاب کی طرف رجوع کریں

مولانا ڈھکو نے بھی اسی قول ۷۷ سال کی عمر جناب سکینہ سلام اللہ کی وفات کا ذکر کیا ۱۱۷ ہجری (سعادت الدارین ، صفحہ ۵۶۳)

علامہ صفدر حسین نجفی فرماتے ہیں درایت کے لحاظ سے یہ روایت صحیح نہیں لگتی ہے کیوں کہ باوجود کہ مدینہ پر دشمنان اہل بیت قابض رہے پھر بھی خاندان رسالت ص کے افراد کی قبنور کے کچھ نہ کچھ آثار مل جاتے ہیں لیکن جناب سکینہ و زینب ام کلثوم سلام اللہ دیگر اس قسم کی خواتین کی قبور کے نشان نہیں اور ادھر شام میں ہمیشہ ان کے مخالفین کا تسلط رہا اور ان کی قبور گنبد و بارگاہوں کے ساتھ موجود ہیں اس لئے یہ قبریں صحیح معلوم ہوتی ہیں (نفس المہموم اردو ، صفحہ ۷۰۷)

تو یہ حق ہے مختصر ہم نے کوشش کی کہ اقوال کی نشان دیہی کر دی جائے ہم آخری قول علامہ اسیر جاڑوی صاحب کو اختیار کرتے ہیں کیوں کہ یہی قول وہ اصل ہے جس بنیاد پر تمام اختلافات ظاہری کا رد ہوتا ہے ، اب ہم نے یہ تمام اقوال اس لئے نقل کیے ہیں تا کہ کوئی بھی یہ اعتراض نہ کر سکے کہ اپنے من پسند روایت کو اپنایا گیا جیسا کہ جناب مولانا صاحب نے روش اختیار کی ہے

مسلہ دوئم اور اس جواب

واقعات کربلا میں بہت سی روایات جناب فاطمہ بنت الحسین ع سے مروی ہیں نیز دربار و بازار کوفہ و شام میں دیگر مخدرات کی طرح ان محترمہ کے گراں قدر خطبات بھی کتب معتبرہ میں موجود ہیں

جواب : جیسا کہ ہم پہلے ہی واضح کر چکے ہیں کہ اولاد امام حسین علیہ السلام کے متعلق مختلف اقوال ہیں صاحب کشف الغمہ نے جس قول کو قول مشہور لکھا ہے اس کے مطابق تو ٦ لڑکے اور ٤ بیٹیاں ہیں ہم نے قرائن کی مطابقت سے علامہ اسیر جاڑوی کے قول کو فوقیت دی ہے کیوں کہ تاریخ میں بھی جو اسماء بیٹوں کے اور بیٹیوں کے میسر آے ہیں تعداد یہی درست تسلیم کی جائے تو تمام روایات کا احصاء ممکن ہوتا ہے ، جب مفروضہ اول (٢ بیٹیوں والا) ہی قابل استدلال نہیں تو کیوں کر یہ کہا جاسکتا کہ "انہی جناب فاطمہ کو کبریٰ و صغریٰ کہا جاتا ہے " اہل علم و فہم تھوڑا سا انصاف سے کام لیں تو یہ بات عقل پر بھی پوری نہیں اترتی ہے کہ ایک ہی بیٹی کو کبریٰ و صغریٰ کہا جائے

احتمال اول : جس بی بی فاطمہ بنت الحسین ع سے خطبات نقل کئے گئے ہیں یہ بی بی حرم جناب قاسم ابن حسن ع ہیں کیوں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے دختران میں سے ٣ ساتھ کربلا میں موجود تھیں اول بی بی فاطمہ کبریٰ سلام اللہ جو کہ جناب حسن مثنیٰ ع کی زوجہ تھیں ، دوئم بی بی جناب فاطمہ صغریٰ سلام اللہ جو کہ در اصل فاطمہ وسطیٰ ہیں جو زوجہ جناب قاسم ابن امام حسن ع علیہ السلام تھیں ، تیسری بی بی فاطمہ صغریٰ جو مدینہ میں رہ گئی تھی اور چوتھی بی بی جناب سکینہ سلام اللہ ہیں ، اس بات کی وضاحت جناب جعفر الزمان النقوی نے اپنی کتاب مجالس المنتظرین کی ج ٤ صفحہ ١٧١ سرائیکی پر کی ہے ، اب جو اشتباہ پیدا ہوا ہے وہ یہ کہ بازار کوفہ میں جس بی بی کے اسم سے خطبہ منسوب ہے وہ فاطمہ صغریٰ کہ کر بیان کیا گیا ہے سید علی ابن طاؤس کتاب لہوف الصفحہ ٨٨ پر لکھتے "خطبت فاطمة الصغری بعد أن وردت من کربلاء فقالت" یہی وجہ ہے جہاں سے علماء یہ سمجھ بیٹھے کہ یہی ایک ہی بی ہے جو فاطمہ صغریٰ ہے ، حالاں کہ فاطمہ کبریٰ جو زوجہ جناب حسن مثنیٰ ہیں واقعہ کربلا میں موجود تھیں اور انہی کے مقابل جناب فاطمہ زوجہ جناب قاسم ع ابن امام حسن فاطمہ صغریٰ ہیں ، جو خطبات

بازار کوفہ میں روایت ہوے ہیں وہ انہی بی بی سلام اللہ کے اسم سے منسوب ہیں

احتمال دوئم : علامہ اسیر جاڑوی شہید فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ الصغریٰ کے مدینہ میں رہ جانے کے خلاف جو دلائل دئیے جاتے ہیں ان میں ایک دلیل یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ فاطمہ الصغریٰ س کے نام سے کوفہ و شام تک خطبات موجود ہیں لیکن وہ لوگ اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہیں کہ آل محمد ع میں ایک سے زیادہ خواتین کے نام فاطمہ تھے اور فاطمہ نامی کافی خواتین میدان کربلا میں موجود تھیں جیسا کہ فاطمہ بنت علی س بھی تھیں اب ظاہر ہے کہ ان کے ہوتے ہوے جو فاطمہ بھی ہوگی خواہ وہ فاطمہ دختران امام حسین میں سے فاطمہ کبریٰ ہی ہو فاطمہ بنت علی س کے مقابلے میں فاطمہ الصغریٰ ہی کہلائے گی (الدمہ الساکبہ ج ۲، صفحہ ۲۷٤ مترجم)

<u>مسلہ سویم اور اس کا جواب</u>

جلیل القدر علماء اعلام نے تصریحات فرمائی ہیں کہ فراق فاطمہ صغریٰ کا واقعہ بلکل بےاصل ہے ۲ عدد تصریحات نقل کی ہیں جن میں علامہ تنکابنی اور ناصر الملت لکھنوی مرحوم کی..

رسالہ ہدایات ناصریہ کی حقیقت:

جواب سے پہلے ایک وضاحت کہ مولانا ڈھکو صاحب نے ناصر الملت سید ناصر حسین سے ایک رسالہ منسوب کیا ہے اور اسی رسالہ سے کافی استفادہ کیا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے مولانا سید حسین عارف نقوی تحریر کرتے ہیں کہ یہ کتاب سید ناصر حسین جون پوری <وفات ۱۸۹۷>کی تالیف ہے (نہ کہ سید ناصر حسین المعروف ناصر ملت کی)

حوالہ : ششماہ جریدہ "نقد و نظر " ناشر پالیسی سٹڈیزسپر جناح مارکیٹ اسلام آباد شمارہ نمبر ۱۷ اکتوبر ۲۰۰٤ تا ۲۰۰۵ صفحہ ۵۷ بحوالہ پیام زینب شمارہ شعبان المعظم ۲۰۰۵، صفحہ ۱۵

مولانا فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ بنت امام حسین ع کا مدینہ میں رہ جانا کسی ضعیف روایت میں بھی نہیں دیکھا.... جی مولانا صاحب ہم آپ کی مدد کر دیتے ہیں اس متعلق روایت بمہ راویان کے موجود ہے

عن علي بن أحمد العاصمي ، عن إسماعيل بن أحمد البيهقي ، عن أبيه ، عن أبي عبد الله الحافظ ، عن يحيى بن محمد العلوي عن الحسين بن محمد العلوي ، عن أبي علي الطرسوسي ، عن الحسن بن علي الحلواني عن علي بن يعمر ، عن إسحاق بن عباد ، عن المفضل بن عمر الجعفي ، عن جعفر بن محمد الصادق ، عن أبيه ، عن علي بن الحسين عليهم السلام قال : لما قتل الحسين بن علي جاء غراب فوقع في دمه ثم تمرغ ثم طار فوقع بالمدينة على جدار فاطمة بنت الحسين ابن علي عليهما السلام وهي الصغرى فرفعت رأسها فنظرت إليه فبكت بكاء شديدا وأنشأت تقول .... (بہار الانوار ج ٤٥ ، الصفحہ ۱۷۱)

خلاصہ : مولا امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا بعد شہادت مولا امام حسین علیہ السلام ایک جانور (کوا) خود کو خون میں رنگین کر کے اڑ گیا اور مدینہ دیوار مکان فاطمہ بنت امام حسین علیہ السلام پر جا بیٹھا یہی فاطمہ صغریٰ سلام اللہ تھیں جناب فاطمہ سلام اللہ نے جب اس کی طرف دیکھا تو بہت روئیں اور گریہ بڑھتا گیا اور پھر اس مخدومہ نے چند اشعار بھی فرمائے..

یہ وہ روایت ہے جس کی طرف مولانا صاحب نے اشارہ کیا ہے کہ علامہ مجلسی نے ایک نامعلوم مولف کتاب المناقب قدیم سے نقل کی ہے ، حیرت اسی بات پر ہوئی ہے کہ ایک روایت سند کے ساتھ نقل ہوئی اور درج بھی کی پھر یہ کہنا کہ کسی ضعیف روایت میں بھی نہیں دیکھا ؟؟؟ کیسا تضاد ہے ۲ باتوں میں جسے مولانا ڈھکو ایک ہی کتاب میں ۲ صفحات پر ۲ الگ الگ جملوں سے حل کر رہے ہیں

اور یہاں عرض کرتے جائیں کہ اہل علم حضرات بہار الانوار کی خصوصیت سے واقف ہیں روایات جو کہ مختلف کم یاب نسخوں میں تھیں ایسی کتب بھی موجود تھیں جو ہم تک نہیں پہنچیں ، علامہ مجلسی نے ان کتب کے سب سے معتبر نسخے حاصل کر کے ان سے حدیثوں کو درج کیا اگر نہ کرتے تو آج یہ حدیثیں کسی صورت ہمیں میسر نہ ہوتیں ، اور یقیناً کتاب المناقب بھی انہی کتب میں سے ہے ، جس میں یہ روایت بمہ سند موجود تھی

دوسری بات کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا کسی حدیث یا روایت کو درج کرنے میں اتنی حد تک محتاط رویہ تھا مثال کے طور پر مشارق الانوار میں جو اصول معتبرہ کے موافق اخبار تھے انہی کو علامہ مجلسی نے نقل کیا ہے جس کا اقرار خود علامہ کی زبانی موجود ہے وإنما أخرجنا منهما ما يوافق الاخبار المأخوذة من الأصول المعتبرة....بہار الانوار ج ۱ الصفحہ ۱۰ اس مثال کا مقصد یہ تھا کہ علامہ مجلسی کوئی بھی روایت اپنی حد تک مکمل جانچ کے بعد نقل کرتے تھے اور چوں کہ یہ عظیم کام علامہ کے لئے تھوڑا مشکل کام تھا

یہاں یہ عرض ہے کہ علماء علامہ مجلسی کی بعض وضاحتوں کو ناکافی اور غلط ہونے کواس کتاب(بہار الانوار) کی خامی جانتے ہیں اور ان کا نظریہ یہ ہے کہ علامہ مجلسی نے احادیث کے ذیل میں جو مختلف وضاحتیں ، بیانات اور تفاسیر بیان کی ہیں وہ جلدی میں لکھی گئی ہیں اور اسی وجہ سے اس کتاب کے فائدہ میں کمی واقع ہوئی ہے اور اس میں خامیاں رہ گئی ہہیں جیسا کہ سید محسن الامین لکھتے ہیں ""فضل المجلسي لا ينكر وتصانيفه الكثيرة التي انتفع بها الناس لا تقدر لكن لا يخفى ان مؤلفاته تحتاج إلى زيادة تهذيب وترتيب "" (اعیان الشیعہ ، ج ۹ ،ص ۱۸۳)

کہ علامہ مجلسی کی فضیلت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے، اور اس کے بہت سی تصانیف نے لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے، لیکن یہ پوشیدہ نہیں ہے کہ ان کی تالیفات کو مزید بہتر بنانے اور منظم کرنے کی ضرورت ہے .

اب مولانا ڈھکو صاحب نے وہی ناکافی وضاحت جو اس روایت کے ذیل میں علامہ نے لکھی نقل کر دی ہے علامہ نے فقط یہ الفاظ اس روایت کے متعلق لکھے "وا ایں حدیث خالی از غربتے نیست بجهت مخالفت با اختیار دیگر " یہ حدیث بجہت مخالفت اخبار دیگر غرابت سے خالی نہیں ہے (جلاالعیون صفحہ ۱۹۸ طبع نجف و اردو ج ۲ صفحہ ۲۵۵) بہار الانوار ج ٤٥ ، الصفحہ ۱۷۲ بيان : نعب الغراب أي صاح...

اب اس بیان کی وضاحت کے ذیل میں ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں بعض وضاحتیں ناکافی ہیں اور یہ وضاحت اس حدیث کے ذیل میں بہت ہی ناکافی ہے ، اس کی وجہ کہ اگر علامہ مجلسی کسی روایت کو ترک کرنا چاہتے ہیں تو اسے نقل ہی نہیں کرتے جیسا کہ مشارق الانوار کی مثال سے واضح کیا ہے ، اب یہ روایت علامہ مجلسی نے بہار الانوار میں بھی نقل کی ہے اور جلاالعیون میں بھی نقل کی ہے ، ہم یہاں یہی نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ فقط جو علامہ کو

ایک چیز نظر آیی وہ دوسرے اخبار سے تعارض اور اس تعارض کی بھی کوئی وضاحت نہیں کی ، کیوں کہ اگر علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اولاد امام حسین ع میں دختران کی تعداد کے حوالے سے اختلاف رکھتے تو پھر بہار ج 45- الصفحہ- ۳۳۱ اولاد ٦ لڑکے اور ٤ خواتین کا قول یہ کہہ کر ھذا قول مشھور نقل کرنے کا کیا مقصد تھا ؟؟؟

علماء کی تائید

مقتل کی کسی روایت کو مولانا ڈھکو صاحب نے قبول یا رد کرنے کا کیا طریقہ بیان کیا ملاحظہ کریں (سعادت الدارین ، صفحہ ۳٤٤)

ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ واقعات و روایات کربلا کی صحت و سقم معلوم کرنے کا وہ طریقہ نہیں ہے جو دوسری فقہی روایات کی صحت و سقم معلوم کرنے کا ہے کیوں کہ اگر اس معیار پر ان واقعات کو کو جانچا جائے تو نتیجہ بہت ہی مایوس کن نکلے گا بلکہ واقعات کربلا کی صحت و سقم معلوم کرنے کا میزان محقق علماء کی لکھی ہوئی کتب میں کسی واقعہ کا درج ہونا یا نہ ہونا ہے اگر انہوں نے کوئی واقعہ لکھ دیا ہے تو اسے صحیح تسلیم کیا جائے گا اور اگر انہوں نے کسی واقعہ کو نظر انداز کر دیا ہے تو اسے غلط تصور کیا جائے گا

آقاے محمد مہدی مازندرانی : امام حسین علیہ السلام کی ایک کمسن فاطمہ صغریٰ نامی بچی تھی جو آپ کی روانگی کے وقت بیمار تھیں جسے ام المومنین ام سلمیٰ رض کے سپرد کر گئے تھے (معالی السبطین الصفحہ ۲۰۸ طبع نجف)

آقاے دربندی رح : جب امام ع نے مدینہ کو الوداع کیا تو آپ ع کی ایک بیٹی تھی جس کا نام فاطمہ س تھا وہ سخت بیمار تھیں آپ نے جاتے وقت اسے ام المومنین ام سلمیٰ رض کے سپرد کیا (اکسیر الشہادات ج ٣، صفحہ ١٤ ، المجلس الثالث عشر)

آقائ صدر الدین قزوینی : کتاب مفتاح البکاء میں مرقوم ہے امام حسین علیہ السلام نے جب سفر عراق اختیار کیا ہے اور مدینہ سے ہجرت کی ہے تو فاطمہ صغریٰ سلام اللہ علیھا بیمار تھیں جس کی وجہ سے امام حسین علیہ السلام ان کو ہمراہ نہیں لے گئے تھے (ریاض القدس ج ٢، صفحہ ٢٦٦ اردو)

آقائ سید محمد حسن قزوینی والد محترم آقائ صدر الدین قزوینی : بہار الانوار میں بسند مولا امام جعفر الصادق ع ایک پرندہ (کوا) نے دختر امام حسین علیہ السلام کو مدینہ میں شہادت امام حسین ع کی اطلاع دی (ریاض الاحزان مترجم صفحہ ٥١)

سید العلماء علامہ سید علی نقی لکھنوی : آپ علیہ السلام کی صاحب زادیاں جو اکثر مورخین کی تحقیق کی بنا پر ٤ تھیں ان میں سے ایک بیماری کے سبب مدینہ میں چھوڑدی گئی تھیں لیکن ٣ صاحب زادیاں آپ کے ساتھ موجود تھیں (محاربہ کربلا صفحہ ٦٨ بحوالہ پیام زینب ع ٢٠٠٥ شعبان معظم صفحہ ١٥)

علامہ حسین بخش دہلوی : جس وقت مولا امام زین العابدین علیہ السلام اپنے لٹے ہوے قافلے کو لیکر مدینہ میں داخل ہوے اس وقت عزیزوں سے ۲ شخص بیمار تھے ایک فاطمہ صغریٰ اور دوسرے محمد حنفیہ ع (توضیح عزا صفحہ ٤٥)

الشيخ محمد بن الحاج كاظم الهنداوي : ثم صاروا قاصدين إلى كربلا مع العيال وجميع الأولاد إلا فاطمة العليلة فإنها كانت مريضة قد أودعها الحسين عند زوجة النبي أم سلمة يعنی امام حسین علیہ السلام تمام اولاد کو لیکر چلے گئے البتہ جناب فاطمہ الصغریٰ سلام الله علیها کو بیمار ہونے کی وجہ سے جناب ام المومنین ام سلمہ رض کے پاس چھوڑ دیا (مجمع مصائب أهل البيت (ع) الجزء الأول-الصفحہ ٢١٤)

محمد علي الحسيني البقاعي : مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ تائید موجود ہے (دموع الأبرار على مصاب أبي الأحرار ، المجلس الثاني ، الصفحہ ٤٧)

حسين بن الشيخ علي الفرطوسي الحويزي : ولما سار الحسين عليه‌السلام حمل جميع اهل بيته الا فاطمة العليله ابقاها عند ام سلمة زوجة النبي صلى‌الله‌عليه‌وآله‌وسلم (مناهج البكاء فى فجائع كربلاء الصفحہ ٣٦)

روایات کا ربط اور تسلسل : سرسری طور پر اذہان میں موجود ابہام اور الجھن دور کرنے کے لئے مختصر کیوں نہ اس تسلسل کو بھی بیان کر دیا جائے جو کتب مقاتل میں اس روایت سے متعلق جگہ جگہ بکھرا نظر آتا ہے دختران کے متعلق تضاد اور اس کی تفصیل ہم نے اپنی حد تک بیان کرنے کی کوشش کی ہے ..کہ واقعی ایک دختر امام مظلوم علیہ السلام مدینہ میں علالت کی وجہ سے رہ گئی تھیں ، اپنے بابا ع کے فراق میں صبح شام گریہ کرتی تھیں جناب فاطمہ صغریٰ سلام اللہ علیھا نے اپنے بابا ع کو ایک خط لکھا جس کا ذکر کتب مقاتل میں موجود ہے ، یہ خط مولا امام حسین علیہ السلام کو وقت آخر ملا آپ نے یہ خط پڑھ کر تمام اہل حرم کو بھی سنایا تھا ، معالی السبطین میں ہے کہ یہ پتا نہ چل سکا کہ یہ خط لانے والا کوئی بشر تھا یا ملک ...پھر علماء کی طرف سے یہ روایات بھی دیکھنے کو ملی ہیں جب کربلا میں جناب سید الشہداء علیہ السلام کربلا کی خاک پر اپنے خون میں رنگین پڑے تھے تو سفید رنگ کے پرندے آپ کے خون میں اپنے پروں کو رنگین کرتے اور پرواز کر جاتے ان کی تعداد کثیر تھی ، آقا سید محمد حسن قزوینی جو کے والد محترم آقا صدر الدین قزوینی ہیں وہ اپنی مقتل کی کتاب ریاض الاحزان صفحہ ۵۳ پر تحریر کرتے ہیں عصر عاشور پرندوں کا غول سر زمین کربلا سے گزرا ان میں سے ایک پرندہ کربلا میں اترا ، اپنے آپ کو خون شبیر میں تر کیا اور اڑ گیا باقی پرندوں کو بھی خبر دی ، کثیر تعداد میں پرندے آتے رہے اسی عمل کو دہراتے رہے اور پرواز کر گئے انہی پرندوں میں سے ایک پرندہ مدینہ پہنچا اور دیوار مکان دختر شبیر ع پر جا بیٹھا ، جناب فاطمہ سلام اللہ نے اسی پرندے کے پروں پر موجود خون کو دیکھ کر اہل مدینہ کو اطلاع دی کہ فرزند جناب رسول خدا شہید ہو گئے ہیں ، یہی پرندہ بعد میں اڑ کر بیرون مدینہ ایک یہودی کے باغ میں جا بیٹھا ، اس یہودی کی ایک بیٹی نابینا تھی اسے اسی خون کے قطروں سے شفا نصیب ہوئی .اسی وجہ سے یہودی کے قبیلے سے ۵۰۰ یہودی مشرف با اسلام ہوے...

مختصر ان روایات کا آپسی ربط اور تسلسل خلاصہ کے طور پر بھی پیش کر دیا ، مومنین جس رسالہ کی مدد سے جناب مولانا ڈھکو صاحب نے تمام عمارت تعمیر کی پیام زینب میں ملک صفدر حسین ڈوگر صاحب تحریر کرتے ہیں مولانا قوم پر ایک احسان یہ بھی کر دیں یہ رسالہ با نام "ہدایات ناصریہ " ثابت کر دیں کہ یہ ناصر الملت کا رسالہ ہے